



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ



اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے۔

## تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

# الصَّف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورت کا تعارف اور شان نزول:

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ تم صحابہ ایک دن پیشے پیشے آپس میں یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ کوئی جائے اور رسول اللہ سے یہ دریافت کرے کہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ مگر ابھی کوئی کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ جمارے پاس رسول اللہ کا قاصد پہنچا اور ہم میں سے ایک ایک کو بالا کر حضورؐ کے پاس لے گیا۔ جب ہم سب جمع ہو گئے تو ۲۰۲ پلے اس پوری سورت کی حلاوت کی۔ مسند احمد

اس میں ذکر ہے کہ جہاد سب سے زیادہ محبوب الٰہی ہے۔

ابن ابی حاتم کی اس حدیث میں ہے کہ ہم حضور سے سوال کرتے ہوئے ذریعے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جس طرح حضور نے پوری سورت پڑھ کر سنائی تھی اسی طرح اس روایت کے بیان کرنے والے صحابی نے تابی کو پڑھ کر سنائی اور تابی نے اپنے شاگرد کو اس نے اپنے شاگرد کو اسی طرح آخر تک۔

اور روایت میں ہے کہ ہم نے کہا تھا اگر ہمیں ایسے عمل کی خبر ہو جائے تو ہم ضرور اس پر عامل ہو جائیں۔

مجھ سے میرے استاد شیخ مسند ابوالعباس ابن ابوطالب حجراً نے بھی اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے اور اس میں بھی مسلسل ہر استاد کا اپنے شاگرد کو یہ سورت پڑھ کر سنائی رہی ہے۔ یہاں تک کہ میرے استاد نے بھی اپنے استاد سے اسے سنائے ہیں چونکہ وہ خود ای تھے اور اسے یاد کرنے کا انہیں وقت نہیں ملا انہوں نے مجھے پڑھ کر نہیں سنائی لیکن الحمد للہ میرے دوسرے استاد حافظ کبیر ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان نے اپنی سند سے یہ حدیث مجھے پڑھاتے وقت یہ سورت بھی پوری پڑھ کر سنائی۔

**سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ...**

زمین اور آسمان کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے

**وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۱)**

اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

پہلی آیت کی تفسیر کی بارگز رچکی ہے اب پھر اسکا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَفْوِئُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (۲)**

اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہو جونہ کرو۔

پھر ان لوگوں پر انکار ہوتا ہے جو کہیں اور نہ کریں وعدہ کریں اور وفا نہ کریں۔

بعض علمائے سلف نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ وعدہ پورا کرنا مطلقاً واجب ہے۔ جس سے وعدہ کیا ہے خواہ وہ تاکید کرے یا نہ کرے اُنکی دلیل بخاری و مسلم کی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

آلیۃ المُنَافِقِ ثلَاثَ:

. إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، - وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، - وَإِذَا اؤْتَمِنَ خَانَ

منافق کی تین عادتیں ہوتی ہیں:

. جب وعدہ کرے خلاف کرے۔

. جب بات کرے جھوٹ بولے۔

. جب امانت دی جائے خیانت کرے۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے:

أرْبَعٌ مِنْ كُلِّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا،

وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةً مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا

چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک ہو اس میں ایک خصلت منافق کی ہے۔

جب تک اسے نہ چھوڑے آن میں سے ایک عادت وعدہ خلافی کی ہے۔

**كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (۳)**

تم جونہ کرو اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

یہاں اسکی تاکید میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ وہ کہو جو خود نہ کرو۔

**جو کہو وہ کرو:**

مندرجہ اورابوداؤ دیلی حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربيعؓ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہؐ نے۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا کیل کو دے لئے جانے لگا تو میری والدہ نے مجھے آزادے کر کہا اور ہر کچھ دوں۔ انحضرت نے فرمایا کچھ دینا بھی چاہتی ہو؟ میری والدہ نے کہاں خشور بھروس دوں گی۔ آپؐ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّكَ لَوْلَمْ تَفْعَلِي كُتُبَتْ عَلَيْكَ كَذْبَةٌ

پھر تو خیروں نہ یاد کو کچھ نہ دینے کا راہ ہوتا اور یوں کہتی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

حضرت امام مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب وعدہ کے ساتھ وعدہ کئے ہوئے کی تاکید کا تعلق ہے تو اس وعدے کو فاکرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی سے کہہ دیا کہ تو نکاح کر لے اور اتنا اتنا ہر روز میں تجھے دیوار ہوں گا۔ اس نے نکاح کر لیا تو جب تک نکاح باقی ہے اس شخص پر واجب ہے کہ اسے اپنے وعدے کے مطابق دیوار ہے اس لیے کہ اس میں آدمی کے حق کا تعلق ثابت ہو گیا جس پر اس سے باز پرسنگتی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

**جہاد کی فرضیت:**

جمهور کا مذهب یہ ہے کہ ایقا عبد مطلق واجب ہی نہیں۔ اس آیت کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ جب لوگوں نے جہاد کی فرضیت کی خواہیں کی اور فرض ہو گیا تو اب بعض لوگ بننے لگے جس پر یہ آیت اتری۔ جیسے اور جگہ ہے

**الْمُرَرَ إِلَى الَّذِينَ قَبْلَ لَهُمْ كَفُوا أَيْدِيْكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَنْوَا الزَّكَاءَ**

**فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةَ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً**

**وَقَالُوا رَبَّنَا لَمْ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخْرَجْنَا إِلَى أَجْلٍ فَرِيقٍ**

کیا تو نے انہیں نہ دیکھا ہے۔ کہا گیا تم اپنے ہاتھروں کے رکھو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں ایسے لوگ بھی تھلے ہے جو لوگوں سے اس طرح ذرت نے لگے جیسے اللہ سے ذرت نے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کہنے لگے پر ودگار تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا؟ کیوں نہیں ایک وقت مقرر تک پیچھے نہ چھوڑا جو قریب ہی تو ہے۔

**فَلِمَّا كَانَتِ الْأُنْيَاءُ قَلِيلًا وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا ظَلَمُوا نَفْتَلُهُمْ فَتَلَاهُمْ**

**أَيْنَمَا تَكُونُوا يُذْرِكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ** (78:4-77)

کہہ دے کہ اس باب دنیا تو بہت سی کم ہیں ہاں پر ہیز کاروں کے لئے آخرت بہترین چیز ہے۔ تم پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ تم کہیں بھی ہو جیہیں موت ذہونڈھ کالے گی کوئم مذبوط مخلوقوں میں ہو۔

اور جگہ ہے:

**وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةً مُحْكَمَةً وَذُكِرَ فِيهَا الْقَتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَعْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ**

(33:69)

مسلمان کہتے ہیں کیوں کوئی سورت نہیں اتاری جاتی؟ پھر جب کوئی محکم سورت اتاری جاتی ہے اور اس میں لا ای کا ذکر ہوتا ہے تو تو دیکھے گا کہ یہار دل والے تیری طرف اس طرح دیکھیں گے جیسے وہ دیکھتا ہے جس پر موت کی بے ہوشی ہو۔

اسی طرح کی یہ آیت بھی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بعض موننوں نے جہاد کی فرضیت سے پہلے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عمل بتاتا جو اسے سب سے زیادہ پسند ہوتا کہ ہم اس پر عامل ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر کی کہ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل میرے نزدیک ایمان ہے جو شک و شبہ سے پاک ہو اور بے ایمانوں سے جہاد کرنا ہے تو بعض مسلمانوں پر یہ بھاری پڑا۔ جس پر یہ آیت اتری کہ وہ باقی زیان سے کیوں نکالتے ہو جنہیں کرتے نہیں۔

امام جزیریؓ کو پسند فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے کہا اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کس عمل کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتا ہے تو ہم ضرور وہ عمل بحالاتے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے وہ عمل بتاتا کہ میری راہ میں صلیں باندھ کر مذبوطی کے ساتھ جنم کر جہاد کرنے والوں کو میں بہت پسند فرماتا ہوں..... پھر احدوالے دون اگلی 2 زماں ہو گئی اور لوگ پیچھے پیچھے کر جہاگ کھڑے ہوئے جس پر یہ فرمان عالی شان اترنا کہ کیوں وہ کہتے ہو جو کرنیں دکھاتے؟

بعض حضرات فرماتے ہیں یہ اگلے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہیں ہم نے جہاد کیا اور حالاً تکہ جہاد نہ کیا ہو یا کہہ دیں کہ ہم رُختی ہوئے اور ہوئے نہ ہوں یا کہیں کہ ہم پر مار پڑی اور پڑی نہ ہو وغیرہ۔

ابن زید فرماتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے لیکن وقت پر پورا نہ کرتے۔  
زید بن اسلام جہاد مراد یتھے ہیں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں ان کہنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن رواحد انصاری بھی تھے۔ جب یہ آیت اتری اور معلوم ہوا کہ جہاد سے زیادہ عمدہ عمل ہے تو آپ نے عبد کرلیا کہ میں تواب سے لے کر مررتے وہم تک اللہ کی راہ میں اپنے تینیں وقف کر چکا چنانچہ اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ فی کنبل اللہ شہید ہو گئے۔

حضرت ابو موسیٰ نے بصرہ کے قاریوں کو ایک مرتب بلوایا تو تین سو قاری اُنکی پاس آئے جن میں سے ہر ایک قاری قرآن تھا۔ پھر فرمایا تم اہل بصرہ کے قاری اور ان میں سے بہترین لوگ ہو سنو ہم ایک سورت پڑھتے تھے جو مساجد کی سورتوں کے مشاچی پھر ہم اسے بھول گئے ہاں مجھے اس میں سے اتنا یاد رہ گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے ایمان والوہ گیوں کہو جونے کرو پھر وہ لکھا جائے اور تمہاری گرونوں میں بطور کواؤ کے لٹکا دیا جائے پھر  
قیامت کے دن اُنکی بابت باز پرس ہو۔

**إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ (٤)**

بے شک اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اُنکی راہ میں صفت بستے جہاد کرتے ہیں گویا وہ  
سیسے پلاٹی ہوئی عمارت ہیں۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے محبوب وہ لوگ ہیں جو صلیلیں باندھ کر اللہ تعالیٰ کے دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاتے ہیں تاکہ اللہ کا بول  
بالا ہو اسلام کی حفاظت ہو اور دین کا غلبہ ہو۔

مسند احمد میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی تین حالتیں ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ہنس دیتا ہے۔

- . رات کو انجھ کر تجد پڑھنے والے
- . نماز کے لیے صلیلیں باندھنے والے
- . میدان جنگ میں صفت بندی کرنے والے۔

### جہاد کے فضائل:

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت مطرف فرماتے ہیں مجھے برداشت حضرت ابوذر ایک حدیث پہنچی تھی، میرے جی میں تھا کہ خود حضرت ابوذر سے مل کر یہ حدیث سامنے سن لوں چنانچہ ایک مرتبہ جا کر آپ سے ملاقات کی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ کہا وہ حدیث کیا ہے؟

میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو دشمن جانتا ہے اور تین کو دوست رکھتا ہے۔

فرمایا میں نے اپنے فلیل حضرت محمد پر بحث نہیں بول سکتا۔ فی الواقع آپ نے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی۔ میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب جانتا ہے۔

فرمایا ایک تو وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے خالص خوشودی اللہ کی نیت سے لٹکے۔ دشمن سے جب مقابلہ ہو تو دلیر انہ جہاد کرنے تم اسکی تقدیم خود کتاب اللہ میں بھی دیکھ سکتے ہو۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور پوری حدیث بیان کی۔ اہن ابی حاتم میں یہ حدیث اسی طرح ان ہی الفاظ میں اتنی ہی آتی ہے۔

ہاں ترمذی اور نسائی میں پوری حدیث ہے اور ہم نے بھی اسے دوسرا جگہ پوری بیان کیا ہے۔

حضرت کعبؓ سے ابی اہن حاتم میں مقول ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے:

آپ میرے بندے متوكل اور پسندیدہ ہیں بدغلق بذریعہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے نہیں برائی کا بدل برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر کر کے معاف کر دیتے ہیں جائے بیدا اکش آپ کی مکہ ہے بھرست طاپ ہے مکہ۔ آپ کا شام ہے امت آپ کی بکثرت اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہے ہر حال میں اور ہر منزل میں اللہ تعالیٰ کی حمد و شایان کرتے رہتے ہیں صحیح کے وقت ذکر اللہ میں اگلی پست وازیں برابر سنائی دیتی ہیں جیسے شہد کی بکھیوں کی بھن بھنا ہٹ اپنے ناخن اور موچھیں کترتے ہیں اور اپنی تجدید اپنی اونچی پنڈلیوں تک باندھتے ہیں اگلی صفیں میدان جہاد میں ایسی ہوتی ہیں جیسی نماز میں۔

پھر حضرت کعبؓ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

پھر فرمایا دھوپ کا خیال رکھنے والے جہاں وقت نماز آجائے نماز ادا کر لینے والے گوسواری پر ہوں۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں جب تک حضور مطیں نہ بندھوں گی دشمن سے لا ای شروع نہ کرتے تھے۔

پس صفت بندی کی تعلیم مسلمانوں کو اللہ کی دی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے ملے رہیں، ثابت قدم رہیں اور ٹلیں نہیں، ایک دوسرے سے ملے ہوئے کھڑے رہیں۔

تم نہیں دیکھتے کہ عمارت کا بنانے والا نہیں چاہتا کہ اسکی عمارت میں کہیں اور جو شیخ ہو یا میزہی ترقی ہو یا سوراخ رہ جائیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا اسکے امر میں اختلاف ہو میدان بیگنگ میں اور بوقت نماز مسلمانوں کی صفت بندی خوداں نے کی ہے پس تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی قسمیں کرو جو احکام بجالائے گا یا سکے لیے عصمت اور چاؤ ثابت ہے۔

ابو بحر یہ فرماتے ہیں مسلمان گھوڑوں پر سوار ہو کر لانا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہیں تو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر پہدل صفیں بنا کر اسے سامنے کا مقابلہ کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تم مجھے دیکھو کہ میں نے صفت میں سے ادھر ادھر توجہ کی تو تم جو چاہو ہو ملامت کرنا اور برا بھلا کہنا۔

پنجمبروں کو ستایا گیا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمٌ ...

ياد کر جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا ہے میری قوم کے لوگوں

... لَمْ ثُوَدُونِي وَقَدْ تَعْلَمُونَ أَتَّی رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ...

تم مجھے کیوں ستار ہے ہو حالانکہ تمہیں بخوبی معلوم ہے کہ میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلیم اللہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم میری رسالت کی صحیتی جانتے

ہو پھر کیوں میر — در پے آزار ہو رہے ہو؟

اس میں کویا ایک سطح پر اخضور گوتلی دی جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے جب بھی ستائے جاتے تو فرماتے:

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائے تو وہ اس سے زیادہ ستائے گئے لیکن پھر بھی صابر ہے۔

... فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ فُلُوْبَهُمْ ...

پس جب وہ لوگ میزھی رہتے تو اللہ نے انکے دلوں کو اور میزھا کر دیا،

اور ساتھ ہی اس میں مومنوں کو ادب سمجھایا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کے نبی کو ایڈانہ پہنچا کیں ایسا نہ کریں جس سے اپنے کا دل میلا ہو

جیسے اور جگہ ہے:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ ءَادُوا مُوسَى فَبِرَأَهُ اللَّهُ مَا قَالُوا (33:69)

ایمان والو تم ایسے نہ ہونا جیسے موسیٰ کو اذیت دینے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ذی مزت بندے کو انکے بہتانوں سے پاک کیا۔

پس جب کہ یہ لوگ باوجود علم کے اقطاع حق سے بہت گھنے اور بیڑھنے چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انکے دل ہدایت سے بنا دیجئے۔ شک و حیرت ان میں سما گئی۔

اور جگہ فرمایا:

وَنَقْبُ أَفْيَدَتُهُمْ وَأَبْصَرَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَبَعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُولَهُ مَا تَوَلَّ

وَنَصْلِهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (4:115)

تم نے انکے دل اور آنکھیں انکے دیس گے جس طرح یہ ہماری آئیوں پر پہنچی و قعد ایمان نہیں لائے اور ہم انہیں انکی سرکشی کی حالت میں چھوڑ دیں گے جس میں سرگروں رہیں گے۔

جو رسول کی خلافت کرے ہدایت ظاہر ہو چکے کے بعد اور مونوں کے راستے کے سوا کسی کی تابعداری کرنے  
ہم اسے اسی طرف متوجہ کریں گے جس طرف وہ متوجہ ہوا ہے اور بالآخر سے ہم جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ  
بہت بڑی جگہ ہے۔

**... وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۵)**

اللَّهُ تَعَالَى نَفِرَمَانَ قَوْمَ كُوْهْدَايْتَ ثَنِيْسَ دَيْتَا۔

یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہبری نہیں کرتا۔

**وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ...**

اور جب مریم علیہ السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے میری قوم بنی اسرائیل میں تم  
سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ہوں

**... مُصَدِّقاً لِمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التُّورَةِ ...**

مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں

**... وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ...**

اور اپنے بعد اُنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔

یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ بیان ہوتا ہے جو اپنے بنی اسرائیل کو دیتا تھا۔ جس میں فرمایا تھا کہ تورات میں میری خوشخبری  
وی گئی تھی اور اب میں تمہیں اپنے بعد اُنے والے ایک رسول کی پیش گوئی سناتا ہوں جو نبی ایمی عربی کی احمد جتنی حضرت محمد ہیں۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے شتم کرنے والے اور حضرت محمدؐ کل انبیاء اور مرسیین کے خاتم ہیں۔ اپنے کے بعد نہ  
تو کوئی نبی اُنے گاہ رسول نبوت و رسالت سب اپنے پرمن کل الوجہ شتم ہو گئی۔

## آنحضرتؐ کے فضائل:

صحیح بخاری میں ایک نہایت پاکیزہ حدیث بیان ہوئی ہے جس میں ہے کہ اپنے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدٌ،

وَأَنَا الْمَاحِيُّ الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفَرَ،

وَأَنَا الْحَاسِرُ الَّذِي يُحْسِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمَيِّ،

وَأَنَا الْعَاقِبُ

میرے بہت سے نام ہیں محمد احمد نما حس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو منادیا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہو کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں۔  
یہ حدیث مسلم میں بھی ہے۔

ابوداؤد میں ہے کہ حضور اکرم نے ہمارے سامنے اپنے بہت سے نام بیان فرمائے۔ جو ہمیں محفوظ رہے۔ ان میں سے یہ چند ہیں۔ فرمایا:

میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں حاشر ہوں میں مٹھی ہوں میں نبی الرحمہ ہوں میں نبی التوبہ ہوں میں نبی المحمد۔  
یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔  
قرآن کریم میں ہے:

**الَّذِينَ يَتَبَعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأَمِيَّ الَّذِي يَجْذُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْهُمْ فِي التُّورَاةِ وَالْإِنجِيلِ**  
(7:157)

جو یہ وہی کرتے ہیں اس رسول نبی امی کی جنہیں اپنے پاس لے کر ہوا پاتتے ہیں تورات میں بھی اور انجیل میں بھی....

اور جگہ فرمان ہے:

**وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَيْنَ مِنَ كُلِّ أَئِيمَّةٍ لَمَّا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحَكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ  
لِتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتُنَصِّرُنَّهُ قَالَ الْفَرَزِيمُ وَأَخْذَنُّمُ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي  
فَالْلَّوْا أَفْرَرْنَا قَالَ فَأَشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ** (7:157)

اللہ تعالیٰ نے جب نبیوں سے عبدالیا کہ جب کبھی تھمیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس میر ارسول ۲ نے جو اسے پہنچتا ہو جو تمہارے ساتھ ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاوے گے اور اسکی ضرور مدد کرو گے کیا تم اسکا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عبد لیتے ہو؟ سب نے کہا ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا بس گواہ ہوا اور میں بھی تمہارے ساتھ گوہوں میں ہوں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے ایسا مسحوث نہیں فرمایا جس سے یہ اقرار نہ لیا ہو کہ انکی زندگی میں اگر حضرت محمد مسحوث کئے جائیں تو اپنے کی تابعداری کرے بلکہ ہر نبی سے یہ وعدہ بھی لیا جاتا رہا کہ وہ اپنی اپنی امت سے بھی یہ عبد لے لیں۔

ایک مرتبہ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضور اپنے میں اپنی خبر سنائیے! اپنے نے فرمایا:

**دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبَشَّرَى عِيسَى، وَرَأَتِ الْأُمَّى أَلَّهُ يَخْرُجُ مِنْهَا لُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ**  
میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں میری والدہ کا جب پاؤں بخاری ہوا تو خواب میں دیکھا کہ گویا ان میں سے ایک نور انکا ہے جس سے شام کے شہر بصری کے محلات چمک اٹھے۔ ابن اسحاق

## ۲۔حضرت حضرت عیسیٰ کی بشارت ہیں:

مند احمد میں ہے:

إِنَّى عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتُمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأَنْبَثُكُمْ بِأَوَّلِ دَلِيلٍكَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى بِي، وَرَوْزَى أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذَلِكَ أَمَهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَيْنَ

میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبین تھا دراں حالیہ حضرت آدم اپنی مشی میں گندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اسکی ابتدائیوں۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت عیسیٰ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں انبیاء کی والدہ کو اسی طرح خواب دکھانے جاتے ہیں۔

مند احمد میں اور مند سے بھی اسی کے قریب روایت مردی ہے۔

مند کی اور حدیث جو کہ عبد اللہ مسعودؓ سے مردی ہے کہ:

رسول اللہ نے ہمیں بجا شی بادشاہ جوش کے باں بھیج دیا تھا ہم تقریباً اسی آدمی تھے۔ ہم میں حضرت جعفرؑ حضرت عبد اللہ بن رواحؓ حضرت عثمان ابن مظعونؓ حضرت ابو موسیٰؓ بھی تھے۔ ہمارے بیہاں پنچھے پر قریش نے یہ خبر پا کر ہمارے پیچھے اپنی طرف سے بادشاہ کے پاس اپنے دو شیر بھیجے عمرو بن العاص اور عمرہ بن ولید۔ انکے ساتھ دربار شاہی کے لیے تھے بھی بھیجے۔

جب یا ۲ تو انہوں نے بادشاہ کے سامنے مسجدہ کیا پھر واگیں ہمیں حکوم کر دیئے گئے پھر اپنی درخواست پیش کی کہ ہمارے کئے قبیلے کے چند لوگ ہمارے دین کو چھوڑ کر ہم سے بگل کر آپ کے ملک میں چلے گئے ہیں ہماری قوم نے ہمیں اس لئے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اپنیں ہمارے ہوالے کر دیجیے۔

بجا شی نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟

انہوں نے کہا میں اسی شہر میں ہیں۔ حکم دیا کہ انہیں حاضر کرو!

چنانچہ یہ مسلمان صحابہؓ دربار میں ہوئے۔ انکے خطیب اس وقت حضرت جعفرؑ تھے باقی لوگ انکے ماتحت تھے۔ یہ جب ۲ تھے تو انہوں نے سلام تو کیا لیکن سجدہ نہیں کیا۔ دربار یوں نے کہا تم بادشاہ کے سامنے مسجدہ کیوں نہیں کرتے؟ جواب ملا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سو اکسی اور کو مسجدہ نہیں کرتے۔

پوچھا گیا کیوں؟

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنارسول ہماری طرف بھیجا اور اس رسول نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے سو اکسی اور کو مسجدہ نہ کریں اور حضورؓ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑھتے رہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔

اب عمرو بن العاص سے تہرہا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ ان بالتوں کا اثر بادشاہ پر پڑے۔ دربار یوں اور خود بادشاہ کو بھڑکانے کے لیے وہ نجی میں بول پڑا کہ حضورؓ کے اعتقاد حضرت عیسیٰ بن مریم کے ہمارے میں آپ لوگوں سے بالکل خالف ہیں۔ اس پر بادشاہ نے پوچھا تھا اور تم حضرت عیسیٰ کے اور انکی والدہ کے ہمارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو۔

انہوں نے کہا تھا را عقیدہ اس بارے میں وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمیں تعلیم فرمایا ہے کہ وہ حکمہ اللہ ہیں روح اللہ ہیں جس روح کو اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم بتوں کی طرف افلاک کیا جو کنواری تھیں کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا نہ انہیں سمجھے ہونے کا کوئی موقع تھا۔

با شاہ نے یہ سن گرزاں میں سے ایک تنکا انٹھایا اور کہا۔ جب شے کے لوگو! اور اے۔ اعظم عالمواور در ویشو! انکا اور ہمارا اس بارے میں ایک ہی عقیدہ ہے: اللہ کی قسم اتنکے اور ہمارے عقیدے میں اس سمجھے جتنا بھی فرق نہیں۔

اے جماعت مہاجرین تمہیں مرجا ہوا اور اس رسول کو بھی مرجا ہو جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ میری گواہی ہے کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ وہی ہیں جن کی پیش گوئی ہم نے انجیل میں پڑھی ہے اور یہ وہی ہیں جن کی بشارت ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ میری طرف سے تمہیں عام اجازت ہے جہاں چاہور ہو کرو۔ اللہ کی قسم اگر ملک کے اس سمجھمث سے میں آزاد ہوتا تو میں قطعاً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ۲۰۰۰ پے کی جو تیاں انھیں آپ کی خدمت کرتا اور آپ کو خصوص کرتا۔ اتنا کہہ کر حکم دیا کہ یہ دونوں قریبی جو تھے لے کر آئے ہیں وہ انہیں واپس کر دیا جائے۔

ان مہاجرین کرام میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود تو جلد ہی حضورؐ سے آئے۔ جنگ پدر میں بھی آپ نے شرکت کی۔ اس شاہ جب شے کے انتقال کی خبر جب حضورؐ کو پہنچی تو آپ نے اس کے لیے بخشش کی دعا مانگی۔

یہ پورا اتفاق حضرت جعفرؑ اور حضرت امام علیؓ سے مردی ہے۔

عالیٰ جانب حضور محمدؐ کی بابت اگلے انیا کرام علمیم السلام برادر پیش گویاں کرتے رہے اور اپنی امت کو اپنی کتاب میں سے آپ کی صفتیں سناتے رہے اور آپ کی ایجاد اور نصرت کا انہیں حکم کرتے رہے ہیں آپ کے امر کی شہرت حضرت ابراہیم ظلیل اللہ علیہ السلام کی دعا کے بعد ہوئی جو تمام انیاء کے باپ تھے۔ اسی طرح مزید شہرت کا باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوئی۔

جس حدیث میں آپ نے سائل کے سوال پر اپنے امر نبوت کی نسبت دعا خلیل اور نوید مسیح کی طرف کی ہے اس سے یہی مراد ہے۔ ان دونوں کے ساتھ آپ کا اپنی والدہ محترمہ کے خواب کا ذکر کرنا اس لیے تھا کہ اہل مکہ میں آپؐ کی شروع شہرت کا باعث یہ خواب تھا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ پر بے شمار درود و درحت بھیجے۔

**... فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۶)**

پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر شہرت اور باوجود انیاء کی متواتر پیشیں کوئیوں کے بھی جب آپؐ روشن دلیلیں لے کر آئے تو مخالفین نے اور کافروں نے کہہ دیا کہ یہ تو صاف صاف جادو ہے۔

اللہ کا دین روشن ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ ...

اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افڑا باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلا یا جاتا ہے۔

... وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (۷)

اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افڑا باندھے اور اسکے شریک و ساجھی مقرر کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اگر یہ شخص بے خبر ہوتا جب بھی ایک بات تجھی بہاں تو یہ حالت ہے کہ وہ اخلاص اور توحید کی طرف برادر بلایا جا رہا ہے۔ بھلا ایسے ظالموں کی قسمت میں ہدایت کہاں؟ ان کفار کی چاہت تو یہ ہے کہ حق کو باطل سے روکر دیں۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفُؤُوا ثُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ...

چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔

... وَاللَّهُ مُتِمٌ ثُورَهُ وَلَوْ كَرَهَ الْكَافِرُونَ (۸)

چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينَ الْحَقِّ لِيُظَهِّرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرَهَ

الْمُشْرِكُونَ (۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔

اکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی سورج کی شعاع کو اپنے منڈکی پھونک سے بے نور کرنا پا ہے؛ جس طرح یہ محال ہے کہ اس کے منڈکی پھونک سے سورج کی روشنی جاتی رہے اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ اللہ کا دین ان کفار سے رو بھو جائے اللہ تعالیٰ فیصلہ کرچکا ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا، کافر بر امامیں تو مانتے رہیں۔

بہاں اپنے رسول اور اپنے دین کی حقانیت کو واضح فرمایا، ان دونوں آیتوں کی پوری تفہیم سورہ توبہ میں گزر چکی ہے۔

ایمان باللہ سب سے بڑی تجارت ہے:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هُنَّ أَدْلُكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ ثُنِجِيْكُمْ مَنْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۰)**

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے؟

حضرت عبداللہ بن سلامؓ والی حدیث پہلے گز ریکھی ہے کہ صحابہؓ نے حضورؐ سے یہ پوچھنا چاہا کہ سب سے زیادہ محظوظ عمل اللہ تعالیٰ کو کونسا ہے؟ اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورت نازل فرمائی جس میں فرمرا ہے کہ اؤ میں تمہیں ایک سر اسراف و الی تجارت بناؤں جس میں گھائی کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔

جس سے مقصود حاصل اور ذرائع مل ہو جائے گا۔ وہ یہ ہے:

**ثُوْمُثُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَثَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ...**

اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔

**ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۱۱)**

یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

تم اللہ کی وحدتیت اور اسکے رسول کی رسالت پر ایمان لاو۔

اپنا جان مال اسکی راہ میں قربان کرنے پر مل جاؤ۔

جان لوک یہ دنیا کی تجارت اور اس کے لیے جبوکرنے سے بہت ہی بہتر ہے۔

**يَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ...**

اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا

**... وَيَدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ...**

اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی

**... وَمَسَاكِنٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ...**

اور صاف سترے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے

**ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۲)**

یہی ہے بہت بڑی کامیابی۔

اگر میری بتائی ہوئی تجارت کے تم تاجر بن گئے تو تمہاری ہر لغزش سے گناہ سے میں درگزر کروں گا اور جنت کے پاکیزہ محلات میں بلند وبالا درجوں میں تمہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے بالا خانوں اور ان پیشگوئی والے باعاثت کے درختوں تک سے صاف شفاف نہریں پوری روائی سے جاری ہوں گی۔ یقین مان لوک زبردست کا میابی اور اعلیٰ مقصد و ری یہی ہے۔

**وَآخَرَى تُحِبُّونَهَا ...**

اور تمہیں ایک دوسری نعمت بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو

**... نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ...**

**وَهُنَّ اللَّهُ كَمْ مَدْ وَأَرْجَلْ فَتْحٍ يَابِي بَيْتٍ**

اچھا اس سے بھی زیادہ سلوٰت ہے جو ہمیشہ دشمنوں کے مقابلے پر میری طلب کرتے رہتے ہو اور اپنی فتح چاہتے ہو تو میرا وعدہ ہے کہ یہ بھی تمہیں دوسرا گا ادھر مقابلہ ہوا ادھر فتح ہوئی اور ادھر سامنے آئے ادھر فتح و انصارت نے رکاب بوسی کی۔

اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

**يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّنَّنَصْرًا لِّلَّهِ يَنْصُرُكُمْ وَيُبَتِّئُ أَفْدَامَكُمْ (47:7)**

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرنے گا اور تمہیں ثابت قدمی عنایت فرمائے گا۔

اور فرمایا:

**وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوْيٌ عَزِيزٌ (22:40)**

یقیناً اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرنے گا جو اللہ کے دین کی مدد کرنے بیکاف اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور غیر فانی عزت والا ہے۔

**... وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۳) ...**

**اِيمانداروں کو خوشخبری دے دو۔**

یہ مدد اور فتح دنیا میں اور وہ جنت اور نعمت آخرت میں ان لوگوں کے حصے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی اور اسکے رسول کی اطاعت میں لگریں اور اللہ اور دین اللہ کی خدمت میں جان و مال سے دریغ نہ کریں، اسی لیے فرمادیا کہ اے نبی ایمان والوں کو میری طرف سے یہ خوش خبری پہنچا دو۔

**پیغمبر کی مدد کرو:**

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونوا أَنْصَارَ اللَّهِ**

**اے ایمان والو؟ حم اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ!**

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ جان و مال عزت و ابرد تول فعل، نقل و حرکت سے دل اور زبان سے اللہ اور اسکے رسول کی تمام ترباتوں کی قبولیت میں رہیں۔

**كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيْنَ مَنْ أَنْصَارِيٌ إِلَى اللَّهِ...**

جس طرح حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے۔

**... قَالَ الْحَوَارِيْوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ...**

حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں

پھر مثال دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے تابعداروں کو دیکھو کہ حضرت عیسیٰ کی اواز پر فریبیک پکارا گئی اور انکے اس کہنے پر کوئی ہے جو اللہ کی باتوں پر میرا مددگار نہیں ہے بلکہ علی الفور کہہ دیا کہ تم سب آپ کے ساتھی ہیں اور دین اللہ کی امداد میں آپ کے تائیں ہیں۔ چنانچہ روح اللہ علیہ سلام نے اسرائیلیوں اور یونانیوں میں انہیں مبلغ بنا کر شام کے شہروں میں بھیجا۔

حج کے دنوں میں سرورِ رسولؐ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ہے جو مجھے جگدے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی رسالت کو پہنچا دوں تقریباً تو مجھے رب کا پیغام پہنچانے سے روک رہے ہیں۔ چنانچہ اہل مدیہ کے قبیلے اوس و خزرخ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ابدی پختگی انہوں نے آپ سے بیت کی آپ کی باتیں قبول کیں اور مصبوط عبد و پیمان کے کہ اگر آپ ہمارے باں آ جائیں تو پھر کسی سرخ سیاہ کی طاقت نہیں جو آپ کو دکھل پہنچائے ہم آپ کی طرف سے جائیں لا راویں گے اور آپ پر کوئی آئندہ نہ آنے دیں گے۔

پھر جب حضور آپ ساتھیوں کو لے کر بھرت کر کے انکے ہاں گئے تو فی الواقع انہوں نے اپنے کہے کو پورا کر دکھایا اور اپنی زبان کی پاسداری کی۔ اسی لیے انصار کے معزز لقب سے ممتاز ہوئے اور یہ لقب گویا انکا امتیازی نام ہن گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو اور انہیں بھی راضی کرے آئیں۔

**... فَأَمْتَتْ طَائِفَةً مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةً...**

پس بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا،

اب جب کہ حواریوں کو لے کر آپ دین اللہ کی تبلیغ کے لیے کھڑے ہوئے تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تو راہ راست پر آگئے اور کچھ لوگ نہ آئے بلکہ آپ کو اور آپ کی والدہ ماجدہ طاہرہ کو بدترین برائی کی طرف منسوب کیا۔ ان یہودیوں پر اللہ کی چھکار پڑی اور ہمیشہ کے لیے راندہ درگاہ بن گئے۔

پھر مانع والوں میں سے بھی ایک جماعت مانع ہی میں حصے گزگنی اور انہیں انکے درجے سے بہت بڑھا دیا۔ پھر اس گروہ میں بھی کافی گروہ ہو گئے بعض تو کہنے لگے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، بعض نے کہا تین میں کے تیرے بیٹا یعنی باپ بیٹا اور روح القدس اور بعض نے تو آپ کو اللہ ہی مان لیا۔ ان سب کا ذکر سورہ نساء میں مفصل ملاحظہ ہو۔

... فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوٍّ هُمْ فَاصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (۱۴)

ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر مدد کی پس وہ غالب گئے۔

چنان والوں کو جناب باری نے اپنے آخر الزمان رسولؐ کی بعثت سے تائید کی ائمہ دشمن انصار ائمہ پر انہیں غالب کر دیا۔

## حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کا ذکر:

حضرت اہن عباس فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر چڑھائے آپ نہادھو کے اپنے اصحاب کے پاس آئے سر سے پانی کے قطرے پک رہے تھے یہ بارہ صحابہ تھے جو ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔

۲۔ تھی فرمایا تم میں وہ بھی ہیں جو مجھ پر ایمان لا چکے ہیں لیکن پھر میرے ساتھ کفر کریں گے اور ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بارہ بارہ مرتبہ۔ پھر فرمایا تم میں سے کون اس بات پر آمادہ ہے کہ اس پر میری مشاہدہت ذالی جائے اور وہ میرے بد لے قتل کیا جائے اور جنت میں میرے درجے میں میرا سماحتی جائے؟

ایک نوجوان جوان میں کم عمر تھا انھوں کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔

پھر وہی بات کہی اب کی مرتبہ بھی وہی کم عمر نوجوان صحابی کھڑے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اب کی مرتبہ بھی انہیں بخدا دیا۔ پھر تیرسی مرتبہ بھی سوال کیا۔ اب کی مرتبہ بھی بھی بھی نوجوان کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر۔ اس وقت انکی شکل و صورت بالکل حضرت عیسیٰ جیسی ہو گئی اور خود حضرت عیسیٰ اسی گھر کے ایک روزن سے آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے۔

اب یہودیوں کی دوڑ آئی اور انہوں نے اس نوجوان کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا اور رسولی پر چڑھا دیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ان باقی گیاہ لوگوں میں سے بعض نے بارہ بارہ مرتبہ کفر کیا حالانکہ اس سے پہلے ایماندار تھے۔

